محبّت رسول ﷺ ایمان میں سے ہے

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

دمشق یونیورسٹی کے شعبہ علوم القرآن والسنۃ کے سابق نگران اعلیٰ دکتور نورالدین عتر کی "حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان" ایک مختصر عربی تالیف ہے، جس میں، محبت کیا ہے؟ اس کے تقاضے کیا ہیں؟ اور صحابہ کرامؓ نے کس انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی، وغیرہ جیسے ابواب شامل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی اس کتاب کا اردو ترجمہ "حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ کے قلم گوہر بار سے قارئین وفاق کی خدمت میں قسط وار پیش ہے.........(ادارہ)

بے شک اللہ تعالی سے محبت کرنے والا کثرت نوافل میں مشغول رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالی کا محبوب بن جاتا ہے۔ جب بندہ اشتغال نوافل سے اللہ کا محبوب بن جاتا ہے تو اشتغال نوافل کی برکت سے اسے ایک اور محبت یا محبوبیت حاصل ہو جاتی ہے، جو پہلی محبّت یا محبوبیت سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ پس یہ تیسری محبت یا محبوبیت اس کثرت نوافل سے حاصل ہونے والی محبت سے بڑھ کر ہوتی ہے اور یہ بندے کے دل کو محبّت الٰہی میں اس قدر مشغول و مستغرق کر دیتی ہے کہ وہ ذاتِ الٰہی اور ان کے ذکر و عبادت کے علاوہ ہر قسم کی فکر و سوچ اور افکار و اوہام سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور اس پر اس کی روح مکمل طور پر غالب آجاتی ہے، چناں چہ اس وقت اس کے ہاں محبوب کے ذکر، محبت اور اس جیسی دوسری چیزوں کے علاوہ کسی شے کی کوئی اہمیت نہیں رہتی، بلکہ اس کے دل کی باگ دوڑ ذکر الٰہی اور محبت خداوندی وغیرہ کے ہاتھ میں آجاتی ہے۔ نیز اس کی روح اس کی جسمانی خواہشات پر اور ذکر اس کی روح پر غالب آجاتا ہے یعنی اس وقت ذکر و عبادت اس کے دل کی آواز و روح کی غذا بن جاتی ہے اور ملائکہ کی طرح اس کے اعمال و اذکار اس کی سانسوں کے ساتھ چلنے لگتے ہیں۔

تو حاصل کلام یہ ہے کہ مؤمن کے دل کے لیے ایک عمدہ اور باسعادت زندگی کا حصول اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے بغیر ممکن نہیں اور حقیقی زندگی تو محبین کی زندگی ہے جن کی آنکھیں اپنے حبیب سے ٹھنڈی ہیں، ان کے نفوس کو محبوب کی وجہ سے سکون مل چکا ہے، اس کی وجہ سے ان کے دل مطمئن ہو چکے ہیں، اس کے قرب سے وہ مانوس ہو

چکے ہیں اوراس کی محبت سے مزے لے رہے ہیں۔

محبت کی علامات اور محبت میں تاثیر پیدا کرنے والے امور:...... نبی کریم ﷺ سے آپ کی محبت وہ قیمتی جوہر ہے جو دل میں ایک عظیم نور سے چمکتا ہے اوراس کے لیے ضروری ہے کہ اس سے ایسی نورانی شعائیں نکلیں جو اس محبت کو بتائیں اور جیسے یہ شعائیں اس کے آثار میں سے ہیں، اسی طرح اپنے اندر تاثیر بھی رکھتی ہیں جس سے محبّت میں اضافہ ہوتا ہے اوراس میں ترقی ہوتی ہے، یہاں تک کہ محبّت کرنے والا اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے ہاں محبوبیت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ بات یہ کہ معاملہ صرف یہی نہیں کہ آپ اللہ تعالی اوراس کے رسول ﷺ سے محبت کریں بلکہ اصل معاملہ نجاح اور فلاح اور عظیم کامیابی کا یہ ہے کہ آپ سے اللہ تعالی اوراس کے رسول ﷺ محبت کریں۔ اے اللہ! ہمیں بھی ان میں سے بنا دیجئے۔

اب ہم اختصار کے ساتھ بعض ایسی علامات کو بیان کرتے ہیں جن سے محبّت اور ایسے عوامل کا پتہ چلتا ہے، جو محبّت پر اثر انداز ہوتے ہیں، اللہ تعالی مجھے اور آپ سب کو توفیق دے کہ ہم ان علامات پر درجہ بدرجہ کمال طریقے سے عمل کریں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کی اتباع:......اتباع، محبت کی سب سے بڑی علامت اور محبت کی ترقی میں قوی تاثیر رکھتی ہے، اتباع کا محبّت کی علامت ہونا تو عیاں اور ظاہر ہے، کیوں کہ محبّت کرنے والا ہمیشہ اپنے محبوب کی موافقت کرتا ہے، وگرنہ وہ اپنے دعویٰ محبت میں جھوٹا ثابت ہوگا اور اتباع محبت میں مؤثر ہے تو اس لیے کہ مؤمن رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کے جمال وکمال کو عملی طور پر محسوس کرتا ہے اور تجربہ سے اس میں ایک ذوق پیدا ہو جاتا ہے، اس سے رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اضافہ، اس کے نتیجے میں اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کا اسے قرب اور محبوبیت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کے ساتھ سچی محبت کے دعویٰ کو پرکھنے کے لیے اللہ نے اپنے نبی ﷺ کی اتباع کو معیار بنایا ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: ”آپ ان سے کہہ دیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا“۔

(۲) قرآن کریم سے محبت:......قرآن کریم اللہ تعالی کا کلام ہے، حضرت محمد ﷺ کا ثبوت اسی سے ہے، آپ ﷺ نے قرآن کریم کے ذریعہ مخلوق کو حق کی راہ بتلائی ہے اور اس کے بتائے ہوئے اخلاق کو پورا پورا اپنایا ہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ مخلوق میں سب سے اعلیٰ اخلاق پر فائز ہو گئے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ﴾ (القلم: ۴) ”بے شک آپ اخلاق کے عظیم مقام پر ہیں“۔

اب آپ قرآن کریم کے ساتھ اپنے دل کی محبت کا امتحان لیجئے، اوراس کے سننے سے جو آپ کو لذت حاصل ہوتی ہے اس کا امتحان لیجئے، کہ کیا قرآن کریم سننے کی لذت گانے باجے سننے کی لذت سے زیادہ ہے اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو

سمجھ لیجئے کہ آپ قرآن کریم کی محبت میں سچے ہیں، کیوں کہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جب کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کے نزدیک اس کی باتیں، اس کا کلام سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اور ایسی محبت قرآن کریم سے کیوں نہ ہو، جب کہ وہ اپنے الفاظ اور معانی کے اعتبار سے تمام آسمانی کتب پر فائق و برتر ہے اور جو الفاظ اپنی گیرائی اور گہرائی کے اعتبار سے حق کی تجلیات پر مشتمل ہے، جس کے بیان کے جمال اور نظم کے کمال نے انسانوں اور جنوں کو اس کی مثل لانے سے عاجز کر دیا ہے اور اللہ تعالی نے اسے روح سے تعبیر فرمایا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحاً مِّنْ أَمْرِنَا﴾ (الزخرف: ۵۲)

ترجمہ: ''اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے۔''

جس طرح روح اجساموں کے لیے حیاۃ اور زندگی کا سبب ہے، اسی طرح قرآن کریم تمام ارواحوں کی روح کی حیات اور زندگی کا سبب ہے، لہٰذا ایک مُحب اپنے محبوب کے کلام سے کیسے سیر ہو سکتا ہے جب کہ وہ محبوب ہی اس کا مطلوب و مقصود ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا: ''اگر ہمارے دل پاک و صاف ہوتے تو ہم اللہ تعالی کے کلام سے کبھی سیر نہ ہوتے۔''

(۳) آپ ﷺ کی سنت محبت، اور آپ کی حدیث پڑھنا:...... محبّت کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ محب اپنے محبوب کے ساتھ ہر چیز میں موافقت اور اتفاق کرے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ کی سنت اور طریقہ کی اتباع کی جائے اور جو شخص خود اس سنت کو معلوم کرنے پر قادر نہیں اسے چاہیے کہ جو اس کا عالم ہے اس سے پوچھے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے کلام کا حال ہے، جو ایسے محبوب کا کلام ہے جو افضل البشر ہے، اور وہ سب سے بہتر کلام ہے جو کسی انسان کی زبان سے نکلا ہے، یہ کلام معنی کے اعتبار سے خوبصورت الفاظ کے اعتبار سے نہایت عمدہ ہے، اگر آپ اس درجہ تک نہیں پہنچ سکے تو آپ اسے غور سے سنیں اور ایسی مجلس میں جائیں جہاں آپ ﷺ کی حدیث پڑھی جاتی ہو، اب آپ خود فیصلہ کریں کہ حدیث کی ان مجالس اور ان حلقوں سے آپ کی کیا نسبت ہے؟

(۴) آپ ﷺ کی سیرت اور شمائل سے محبت:...... یہ محبّت کا طبعی تقاضہ ہے کہ محب اپنے محبوب کو پہچانے، آپ ﷺ کی سیرت اور شمائل ہی آپ کو آپ ﷺ کی ذات کی پہچان کرائیں گے۔ علیه أفضل الصلاة و أتمّ التسليم۔ اور آپ کی سیرت اور شمائل کے اعتبار سے جتنا آپ کے علم میں اضافہ ہوگا اتنا ہی آپ ﷺ کے ساتھ آپ کی محبت میں اضافہ ہوگا، کیوں کہ آپ ﷺ کے کمالات کے علم کے بعد آپ کی معرفت میں اضافہ ہوگا اور پھر آپ کو آپ ﷺ کی محبت میں کمال حاصل ہوگا اور آپ ﷺ کی روحانیت شریفہ کو آپ کے لیے استاذ معلّم، شیخ اور مُقتدیٰ بنا دیں گے، جیسا کہ اللہ نے آپ ﷺ کو اپنا نبی، اپنا رسول اور اپنا ہادی بنایا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایک مؤمن محب کے لیے ضروری ہے کہ وہ آپ ﷺ کی سیرت، آپ کے ابتدائی حالات،

آپ پر وحی کےنزول کی کیفیت کا علم، آپ ﷺ کی صفات، اخلاق، حرکات وسکنات، آپ کے جاگنے اور سونے، اپنے رب کی عبادت کرنے، گھر والوں کے ساتھ حسن معاشرت، صحابہ کرام کے ساتھ آپ کا کریمانہ معاملہ اور اس طرح کے دوسرے امور کو پہچانے اور ان کا علم حاصل کرے، اور ایسا ہو جائے تو گویا وہ آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے صحابہ میں سے ایک ہے۔

(۵) آپ ﷺ کا ذکر خیر کثرت سے کرنا اور جب بھی آپ کا ذکر آئے آپ کی تعظیم کرنا:...... بعض بزرگوں کا قول ہے کہ ''محبت نام ہے محبوب کو ہر وقت یاد کرنے کا'' اور تمام عقلاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے تو وہ اس کا ذکر بار بار کرتا ہے۔

آپ ﷺ کے ذکر کے ساتھ آپ کی تعظیم میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ ﷺ کے لیے ''سیدنا'' کا کلمہ استعمال کیا جائے اور آپ کے نام کے ذکر کرنے یا سننے کے وقت خشوع وخضوع کا اظہار کیا جائے، یہ بہت سے صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے حضرات سے ثابت ہے۔

بطور مثال حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک دن فرمایا: "قال رسول اللہ ﷺ" تو تھرتھرانے لگے اور ان کے کپڑے بھی ہلنے لگے۔ یہ کیفیت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے طاری ہوئی، عنقریب صلح حدیبیہ کی حدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی رسول اللہ ﷺ سے محبت اور تعظیم کا بیان آنے والا ہے۔

(۶) آپ ﷺ سے ملنے کا انتہائی شوق:...... ہر مُحب اپنے محبوب سے ملنے کا مشتاق ہوتا ہے، تو نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کرنے والے کا کیا حال ہوگا! وہ چاہتا ہے کہ آپ ﷺ کو خواب میں دیکھے اور آخرت میں آپ کی ذات سے ملاقات ہو، اسی لیے لوگوں نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ ''محبت تو محبوب کے اشتیاق کا نام ہے''۔

اس سلسلے میں ایک مشہور واقعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ہے کہ جب ان کو موت کا استحضار ہوا تو ان کی بیوی کی زبان سے پریشانی کی حالت میں یہ الفاظ نکلے: "واہ حربَاہ" ہائے میرا گھرانہ ہوگیا، تو اس کے جواب میں بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "واطَربا، غداً ألقى الأحبة، محمداً وصحبه".

ترجمہ: ''او میری خوشی! کل میں اپنے محبوبوں سے ملوں گا، حضرت محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ سے''۔

(۷)...... آپ ﷺ پر کثرت سے درود وسلام پڑھنا:...... آپ ﷺ پر کثرت سے درود وسلام پڑھنا، یہ تو آپ ﷺ کو کثرت سے یاد کرنے، آپ کی تعظیم کرنے اور آپ سے ملنے کا شوق رکھنے کا لازمی نتیجہ ہے اور اس سلسلہ میں ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہی کافی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الأحزاب: ٥٦)

ترجمہ: ”اللہ اوراس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر، اے ایمان والو! رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر۔“

اور حضور ﷺ کا یہ فرمان: "من صلّى عليّ صلاة واحدة صلّى الله عليه بها عشراً" (أخرجه مسلم وأصحاب السنن)

ترجمہ: ”جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں“۔

اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

ألا أبشّرك. إن الله عزوجل يقول: من صلّى عليك صلّيتُ عليه، ومن سلّم عليك سلّمتُ عليه" (رواه أحمد وحاكم وصححه ووافقه الذهبي)

ترجمہ: ”کیا میں آپ کو خوشخبری نہ سناؤں...... اللہ عزوجل فرماتے ہیں: جس نے آپ پر درود پڑھا، میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جس نے آپ پر سلام بھیجا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔“

اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

"إن أولى الناس بي يوم القيامة أكثرهم عليّ صلاة" (صححه ابن حبان)

ترجمہ: ”قیامت کے دن سب سے زیادہ قریب میرے وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا۔“

اور آپ ﷺ کے محبین کے لیے خصوصاً یہ حدیث قابل ذکر ہے جسے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من صلّى عليّ بلغتني صلاتُه، وصلّيت عليه، وكُتِبَ له سوى ذلك عشرُ حَسَناتِ" (طبراني في الأوسط بإسناد لا بأس وله شواهد بإسناد حسن عن ابن مسعود)

ترجمہ: ”جس نے مجھ پر درود پڑھا، اس کا درود مجھ پر پہنچتا ہے اور میں اس کے لیے دعائے رحمت کرتا ہوں اور اس کے لیے دس مزید نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔“

آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنا گویا آپ ﷺ کے ساتھ بمنزل مناجات کے ہے، کہ جب آپ یہ کہتے ہیں: "اللّٰهم صَلِّ علی سیدنا محمد وسلّم"...... ترجمہ: ”اے اللہ رحمت اور سلامتی نازل فرما، ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر۔“

تو آپ ﷺ جواب میں فرماتے ہیں: "صلى اللّٰه عليك يا فلان" ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنی رحمت فرمائے، اے فلانے“۔

اے اللہ! آپ ﷺ کے قلب مبارک کو ہمارے اوپر پھیر دے اور آپ ﷺ کو ہماری جانب سے وہ بہترین بدلہ دے جو آپ نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے دیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی کریم ﷺ سے محبت کرنا:......اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم ﷺ سے محبت دوسروں کی نسبت زیادہ تھی، اس لیے یہ محبت مشاہدے اور دیکھنے کی تھی، اور دیکھنا اور سننا برابر نہیں۔(شنیدہ کے بود مانند دیدہ)

یہاں تک کہ جو حضرات آخر میں اسلام لائے، وہ بھی آپ ﷺ کے فضل وکمال کے معترف تھے، کیوں کہ انہوں نے آپ ﷺ کے کمال اور آپ کی نبوت کے دلائل کا خود مشاہدہ کیا تھا، لیکن ان کے لیے قبول حق سے جو چیز رکاوٹ بنی وہ حمیتِ جاہلیت اور اپنے باپ دادوں پر فخر کرنا تھا، لیکن جوں ہی اس حمیت کا پردہ چاک ہوا، وہ ایمان لے آئے اور ان کا ایمان بھی عظیم ایمان تھا اور آپ ﷺ سے ان کی محبّت بھی عظیم تھی، یہاں تک کہ انہوں نے اپنے مال اور اپنی جانیں آپ پر قربان کردیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان سنیے: "ما كان أحد أحبّ إليّ من رسول الله صلى الله عليه وسلم......"ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مجھے کوئی بھی محبوب نہ تھا"۔

اور ان ہی جیسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں، جن کی عقل سلیم نے ان کی راہنمائی کی اور وہ اسلام لے آئے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کردیا، جن کو رسول اللہ ﷺ نے "سیف اللہ" اللہ کی تلوار کا لقب دیا۔ یہی وہ خالد ہیں جن کی زبان سے وفات کے وقت یہ الفاظ نکل رہے ہیں:

"حضرتُ مائة معركة، وما في جسمي موضع إلّا فيه ضربة بسيف، أو طعنة برمح، أو رمية بسهم، ثم ها انذا أموت على فراشي كما يموت البعير، فلا نامت أعين الجبناء".

ترجمہ: "میں سو معرکوں میں شریک رہا ہوں اور میرے جسم میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں تلوار، نیزہ یا تیر کے زخم کا نشان نہ ہو لیکن اب بستر پر مر رہا ہوں جیسے اونٹ اپنی جگہ مرتا ہے، اللہ کرے بزدلوں کو نیند نہ آئے۔"

عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات مشہور اور تواتر سے ہم تک پہنچے ہیں اور خاص خاص افراد کے حالات بھی صحیح اور ثابت ہیں، اس لیے یہاں ہم ان کے حالات کو نہایت اختصار سے ذکر کرتے ہیں اور اس کی ابتداء ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات سے کرتے ہیں جن کو مکہ مکرمہ میں سخت ترین ایذائیں دی گئیں اور انہوں نے اللہ کے ذکر اور اس کی توحید سے اس کا مقابلہ کیا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ جن کی زبان سے: "أحد أحد" کی آواز بلند ہوتی ہے اور اس شدید ترین عذاب کو ایمان کی حلاوت اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی چاشنی سے ملا دیتے ہیں اور جس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دوسرے حضرات رضی اللہ عنہم اس ایذاء اور عذاب کی پرواہ نہ کرتے تھے، چاہے وہ کتنا ہی سخت ہو۔

غزوہ بدر میں صحابہ کرام کی آپ ﷺ سے محبت:......اہل بدر کا رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اپنی جانوں کا قربان کرنا

سب کو معلوم ہے (رضی اللہ عنہم اجمعین)

معرکہ بدر کی تیاری کے وقت حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو انصار کے بڑے سرداروں میں سے تھے اور جنھوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے سائبان بنانے کا مشورہ دیا تا کہ آپ اس کے سائے میں بیٹھیں۔ انہوں نے فرمایا:

''یارسول اللہ! مدینہ میں کچھ لوگ ایسے پیچھے رہ گئے ہیں کہ ہم ان کے مقابلہ میں آپ سے زیادہ محبّت کرنے والے نہیں، اگر ان کو معلوم ہو جاتا کہ آپ کو جنگ درپیش ہو گی تو وہ ہرگز آپ کے پیچھے نہ رہتے، اللہ ان کی وجہ سے آپ کی حفاظت فرمائے گا وہ آپ کے خیر خواہ ہیں، آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والے ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی اور ان کے لیے خیر کی دعا فرمائی۔ آپ ﷺ کے لیے سائبان بنایا گیا جس میں آپ نے آرام فرمایا اور سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کسی کو تلوار اٹھا کر آپ ﷺ کی چوکیداری کی جرأت نہیں ہوئی، پھر جب معرکہ شروع ہوا تو آپ ﷺ دشمنوں کی صفوں میں داخل ہو گئے، اور زرہ پہنے ہوئے آپ ﷺ قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ رہے تھے: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾ (القمر: ٤٥) ترجمہ: ''اب شکست کھائے کا یہ مجمع اور بھاگیں گے پیٹھ پھیر کر۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انتہائی درجہ کی محبت پر یہ غزوۂ بدر شہادت ہے، ایسی محبت جس میں اپنی جان اور ہر قیمتی چیز کی قربانی ہے، جس کا آپ ﷺ نے اقرار فرمایا۔

غزوۂ رجیع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ ﷺ سے محبت:...... مشرکین نے قرّاء صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلا کر عہد شکنی کی اور جب مقابلہ ہوا تو بعض کو قتل کر دیا اور دو صحابہ ان مشرکین کے امن کے وعدہ سے دھوکا کھا کر ان کی قید میں چلے گئے اور پھر ان کو مکہ مکرمہ لے گئے، تا کہ مکہ کے مشرکین ان کو اپنے مقتولین کے بدلے میں قتل کریں جن کو مسلمانوں نے بدر میں قتل کیا تھا۔ وہ دو حضرات: زید بن دَثِنَہ اور خبیب بن عدی رضی اللہ عنہما تھے۔

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ سے مشرکین نے کہا: ''کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تمھاری جگہ محمد ہوتے''؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

''اللہ عظیم کی قسم! ہرگز نہیں۔ مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میری جان کے بدلے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک میں کانٹا چبھ جائے''۔

حضرت زید بن دَثِنَہ رضی اللہ عنہ سے مشرکین کے سردار ابوسفیان نے قتل کے وقت کہا:

''اے زید! میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، بتاؤ! کیا تمھیں یہ بات پسند ہے کہ محمد اس وقت ہمارے پاس تمھاری جگہ ہوتے اور ان کی گردن مار ڈالی جاتی، اور تم اپنے گھر میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہوتے''؟

تو انہوں نے جواب دیا:

"بخدا مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ محمد ﷺ جہاں ابھی اس وقت تشریف فرما ہیں وہاں ان کے پاؤں مبارک میں کانٹا چبھے اور اس سے ان کو تکلیف ہو، اور میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں"۔

اس پر ابوسفیان نے کہا: "میں نے لوگوں میں کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتا نہیں دیکھا جتنا کہ محمد کے صحابہ محمد سے محبت کرتے ہیں۔ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نبی کریم ﷺ سے انتہائی محبت پر یہ شہادت کافی ہے"۔

غزوہ مصطلق میں صحابہ کرام کی آپ ﷺ سے محبت:...... نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ قبیلہ بنو المصطلق اپنے سردار حارث بن ابوضرار کی قیادت میں آپ سے جنگ کی تیاری کر رہا ہے، آپ ﷺ نے قبل اس کے کہ وہ حملہ کریں، آپ نے ان پر حملہ کر دیا، بے شمار لوگوں کو قیدی بنالیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا اور ان کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی اور پھر ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، ان غلاموں میں اس قبیلے کے سردار حارث بن ابوضرار کی بیٹی جُویریہ بھی تھی، جویریہ نے اپنے مالک سے (جس کے حصہ میں آئی تھی) مکاتبت کر دی یعنی اس سے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ اگر وہ اتنا مال اس کو دیدے گی تو وہ اسے آزاد کر دے گا۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جویریہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے مکاتبت کے سلسلہ میں مدد کی درخواست کی، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس سے بھی بہتر صورت پسند کرو گی؟ وہ کہنے لگی، یا رسول اللہ! وہ کیا صورت ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمھاری کتابت کا سارا مال ادا کر دوں اور تجھ سے نکاح کر لوں، اس نے کہا: ہاں یا رسول اللہ، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایسا کر دیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ خبر جب لوگوں تک پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت حارث بن ابوضرار سے شادی کر لی ہے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمانے لگے:

"حضرت جویریہ کا قبیلہ وقوم رسول اللہ ﷺ کے سسرال والے بن گئے ہیں، لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تمام ان غلاموں کو جن کے وہ مالک بن گئے تھے، آزاد کر دیا یعنی بغیر کوئی بدلہ لیے ہوئے اللہ کے لیے آزاد کر دیا"۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے اس نکاح سے بنو مصطلق کے ایک سو خاندان آزاد ہوئے اور میں نے اس عورت سے زیادہ اپنی قوم کے لیے برکت والی عورت نہیں دیکھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ ﷺ سے کیا خوب محبت ہے، بنی مصطلق کے سو گھرانے یعنی سو خاندان، جن کے افراد کی تعداد سو بتائی گئی ہے، جن میں ہر ایک فرد کی قیمت ہمارے آج کے دور میں عمدہ قسم کی گاڑی کے برابر ہے، ان سب کو صرف اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آزاد کر دیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس قبیلہ کی ایک خاتون سے شادی کی ہے، یہ سب ان کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا نتیجہ تھا، کیونکہ وہ قبیلہ والے آپ کے سسرالی بن چکے تھے۔

غزوہ حدیبیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ سے محبت:...... مشرکین مکہ نے نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو حدیبیہ

کے مقام پر مکہ مکرمہ میں داخل ہونے اور عمرہ ادا کرنے سے روک دیا تھا، جب کہ آپ بار بار اعلان فرما رہے تھے اور عوام و خواص کو تاکید کے ساتھ فرما رہے تھے کہ وہ قتال کے لیے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی تعظیم اور عمرہ ادا کرنے آئے ہیں، ادھر قریش کے نمائندے بھی برابر آ رہے تھے اور اس سلسلے میں گفتگو کر رہے تھے، ان نمائندوں میں ایک عروہ بن مسعود ثقفی بھی تھا اور اس کے مذاکرات بخاری اور حدیث کی دوسری کتابوں میں مذکور اور مشہور ہیں اور اس میں یہ بھی ہے کہ عروہ، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو غور سے دیکھ رہا تھا جن کا نقشہ اس نے ان الفاظ میں کھینچا ہے:

”بخدا، رسول اللہ ﷺ اگر تھوکتے تو وہ ان صحابہ کرام کے ہاتھ میں پڑتا ہے جسے وہ اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں، جب آپ کسی چیز کا حکم دیتے ہیں تو اس کی تعمیل میں ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور جب آپ وضو فرماتے تو قریب تھا کہ اس پانی کو لینے کے لیے جھگڑ پڑیں اور جب آپ گفتگو فرماتے تو وہ سب خاموش ہو جاتے اور ادب و تعظیم کی بنا پر آپ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے۔“

عروۃ نے واپس جا کر اپنے لوگوں سے کہا: ”اے میری قوم! بخدا میں بادشاہوں کے دربار میں حاضر ہوا ہوں، میں قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا، لیکن بخدا میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کی رعایا اس کی اتنی تعظیم کرتی ہو جتنی محمد ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں“۔

اور عام اوقات میں (صحابہ کرام کی محبت کی) یہ دو مشہور حدیثیں ہیں۔

امام بیہقی نے انصار میں سے ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو فرماتے یا تھوکتے تو آپ کے پانی اور تھوک کو حاصل کرنے کے لیے ہر ایک شخص آگے بڑھتا اور اسے لے کر اپنے چہرے اور جسم پر ملتا، تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: برکت حاصل کرنے کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کریں تو اسے چاہیے کہ ہمیشہ سچ بولے، امانت ادا کرے اور اپنے پڑوسی کو ایذاء نہ دے۔“

آپ ﷺ کا یہ فرمانا اس لیے تھا کہ صحابہ کرام ﷺ کے جواب میں جو محبت جھلک رہی تھی تو آپ نے ان کو ایسے سلوک کی رہنمائی فرمائی جو اس محبت کی طرف لے جانے والا ہے، حالانکہ پہلے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ ﷺ سے اتنی محبت حاصل تھی، کہ آپ کے بچے ہوئے پانی کو چہروں پر ملتے تھے۔

امام طبرانی نے حضرت عبدالرحمٰن بن حارث سُلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ: ہم ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے پانی منگایا، اس میں ہاتھ ڈال کر وضو فرمایا، ہم نے وہ پانی لے کر پی لیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمھیں کس چیز نے اس عمل پر آمادہ کیا؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول تم سے محبت کریں تو تم (یہ کام کرو) اگر تمھارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرو، اور جب بات کرو تو سچ بولو اور جو تمھارے پڑوس میں آ کر رہے اس سے اچھا سلوک کرو۔“